سوال

(47) نماز جنازہ میں تکبیر اولیٰ کے ساتھ رفع یدین کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا نماز جنازہ میں تکبیر اولیٰ کے ساتھ ہی رفع یدین کرنی چاہیے یا باقی تکبیرات کے ساتھ بھی۔ اس کے بارے میں صحیح موقف کیا ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

نماز جنازہ میں تکبیرات کے ساتھ عدم رفع الیدین کے متعلق کوئی صحیح مرفوع روایت موجود نہیں البتہ بعض موقوف صحیح روایات میں جنازہ کی ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرنا ثابت ہے۔ جو لوگ صرف پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنے کے قائل ہیں وہ درج ذیل دو روایتیں پیش کرتے ہیں۔

(عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبر علی جنازۃ فرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ ووضع الیمنی علی الیسری)

(جامع الترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی رفع الیدین علی الجنازۃ (1077) سنن الدارقطنی (1813) السنن الکبری للبیہقی 4/38 طبقات الاصبھانیین لابی الشیخ ص: 262 بحوالہ احکام الجنائز للالبانی ص: 147)

"ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازے پر تکبیر کہی پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کیا اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا۔ یہ روایت ضعیف ہے اس میں تین علتیں ہیں۔"

یحییٰ بن یعلی الاسلامی القطوانی کے بارے میں امام بخاری فرماتے ہیں: مضطرب الحدیث۔ امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں۔ لیس بشئ محض ہیچ ہے۔ امام ابو حاتم فرماتے ہیں ضعیف الحدیث ہے قوی نہیں ہے۔ امام ابن عدی فرماتے ہیں شیعہ میں سے کوئی ہے۔ امام بزار فرماتے ہیں اسانید میں غلطیاں کرتا ہے۔ امام ابن حبان فرماتے ہیں ثقہ راویوں کے نام سے مقلوب روایات بیان کرتا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ یہ قلب اس سے واقع ہوا ہے یا اس سے بیان کرنے والے راوی ابو ضرار بن صروان دونوں نے جو روایتیں بیان کی ہیں۔ ان سے بچنا واجب ہے۔

(تھذیب التھذیب 6/192، المغنی فی الضعفاء 2/533، کتاب الضعفاء والمتروکین 3/206، لابن الجوزی میزان الاعتدال 4/415، الکامل فی ضعفاء الرجال 7/2688، الکاشف 2/379، تقریب، ص: 380) امام ابن القطان الفاسی نے بھی اس روایت کے ضعیف ہونے کی ایک وجہ یحییٰ بن یعلیٰ الاسلمی ابو زکریا القطوانی کو قرار دیا ہے (بیان الوھم والایھام 3/421)

دوسری علت یحییٰ بن یعلیٰ الاسلمی کا استاذ ابو فروہ یزید بن سنان ہے ۔ امام احمد بن حنبل، امام یحییٰ بن معین، امام علی بن المدینی، امام ابو حاتم، امام ابوداؤد، امام نسائی، امام دار قطنی، امام جوزجانی، امام ابو زرعہ رازی، ازدی، امام حاکم اور عقیلی نے اسے ضعیف اور متروک الحدیث قرار دیا ہے ۔

(تہذیب 212'6/211، المغنی فی الضعفاء 2/538، میزان الاعتدال 4/427، تقریب 282، کتاب الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی 3/210)

تیسری علت یہ ہے کہ اس کی سند میں امام زہری "عن" سے روایت کرتے ہیں اور یہ مدلس ہیں ۔ مدلس کا عنعنہ مردود ہے لہذا ان تین علل کی وجہ سے مذکورہ روایت صحیح نہیں ہے ۔ اس سلسلے میں اس روایت کا ایک شاہد عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی بایں الفاظ پیش کیا جاتا ہے ۔

(ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ علی الجنازۃ فی اول تکبیرۃ ثم لایعود)

(سنن الدار قطنی، کتاب الجنائز (1814) الضعفاء الکبیر للعقیلی 3/449، تحفۃ الاحوذی 4/191)

"بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازے پر پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے پھر نہیں کرتے تھے ۔"

اس کی سند میں الفضل بن السکن الکوفی ہے جس کے بارے میں امام ذہبی فرماتے ہیں ۔ یہ غیر معروف ہے ۔ امام دار قطنی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے ۔

(المغنی فی الضعفاء 2/191)

مذکورہ بالا توضیح سے معلوم ہوا کہ عدم رفع یدین والی روایات درست نہیں ہیں ۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں :

(روی الدار قطنی من حدیث ابن عباس وابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا صلی علی الجنازۃ رفع یدیہ فی اول تکبیرۃ ثم لایعود واسنادہما ضعیفان ولایصح فیہ شئ)

(التلخیص الجبیر 2/333، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

"دار قطنی نے عبداللہ بن عباس اور ابوہریرۃ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ بلاشبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز جنازہ ادا کرتے تو پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے پھر نہیں کرتے تھے ان دونوں کی سندیں ضعیف ہیں اور اس کے متعلق کوئی صحیح روایت موجود نہیں ۔"

اب رہیں نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنے کی روایات ۔ اس کے بارے میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت مروی ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے ۔

(موسی بن عیسیٰ الجزری ثنا صہیب بن محمد بن عباد بن صحیب ثنا عباد بن صحیب ثنا عبداللہ بن محرر عن نافع عن ابن عمران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیہ عند التکبیر فی کل صلاۃ وعلی الجنائز)

(طبرانی اوسط (8412) 6/191، مجمع البحرین فی زوائد المعجمین (1282) 2/217 مجمع الزوائد (4154) 3/137)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز میں اور جنازوں پر تکبیر کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے، لیکن اس روایت کی سند انتہائی ضعیف ہے ۔ اس میں کئی ایک علل ہیں ۔

1۔ امام طبرانی کے استاذ موسیٰ بن عیسی الجزری کے حالات نہیں ملے۔

2۔ موسیٰ بن عیسیٰ کا استاذ صہیب بن محمد بن عباد بھی مجہول ہے۔

3۔ عباد بن صہیب البصری متروک ہے۔

(المغنی فی ضعفاء الرجال 1/514 تقریب ص : 197) امام بخاری اسے منکر الحدیث قرار دیتے ہیں۔ (تھذیب 3/250'251) اور امام بخاری جسے منکر الحدیث قرار دیں اس سے روایت لینا جائز نہیں۔ (میزان 1/2)

لہذا یہ سند تو انتہائی ضعیف ہے البتہ امام دار قطنی نے بطریق :

(عمر بن شبیہ حدثنا یزید بن ہارون عن یحیی بن سعید عن نافع عن ابن عمران النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا صلی علی الجنازۃ رفع یدیہ فی کل تکبیرۃ واذا انصرف سلم) (علل الدار قطنی بحوالہ نصب الرایۃ التعلیق المغنی 2/275)

"عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز جنازہ ادا کرتے تو ہر تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے اور جب پھیرتے تو سلام کہتے تھے۔ اس کے بعد فرمایا ہے۔"

(ہکذا رفعہ عمر بن شبہ وخالفہ جماعۃ فرووہ عن یزید بن ہارون موقوفا وہو الصواب)

اسی طرح عمر بن شبہ نے اسے مرفوع بیان کیا ہے اور ایک جماعت نے اس کی مخالفت کی ہے انہوں نے یزید بن ھارون سے اسے موقوف روایت کیا ہے اور یہی درست ہے۔ (نصب الرایۃ 2/285، التلخیص الجبیر 1/333 ط جدید)

یزید بن ھارون کی یحیٰی بن سعید سے روایت کرنے میں ثقات کی ایک جماعت نے متابعت کی ہے بعد نے متابعت تامہ اور بعض نے متابعت قاصرہ۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1۔ امام بخاری فرماتے ہیں :

(قال احمد بن یونس حدثنا زہیر ثنا یحیی بن سعید ان نافعا اخبرہ ان عبداللہ بن عمر کان اذا صلی علی الجنازۃ رفع یدیہ)

(جزء رفع یدین (111) ص 195 مع جلاء العینین)

احمد بن یونس نے کہا ہمیں زہیر نے حدیث بیان کی اس نے کہا ہمیں یحیٰی بن سعید نے حدیث بیان کی بے شک نافع نے اسے خبر دی بلاشبہ عبداللہ بن عمر جب نماز جنازہ ادا کرتے تو رفع یدین کرتے تھے۔ یہ اسنادانتہائی صحیح ہے اور شیخین کی شرط پر ہے اس میں زہیر بن معاویہ بن کدیج ثقہ اور ثبت نے یزید بن ہارون کی متابعت تامہ کر رکھی ہے۔

2۔ امام ابو بکر بن ابی شیبہ فرماتے ہیں :

(حدثنا ابن فضیل عن یحیی عن نافع عن ابن عمر انہ کان یرفع یدیہ مع کل تکبیرۃ علی الجنازۃ)

(المصنف، کتاب الجنازۃ، باب یرفع یدیہ فی التکبیر علی الجنازۃ، ص 2/181 دار الفکر، بیروت)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جنازے پر ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے ۔ اس روایت میں محمد بن فضیل ثقہ نے یزید بن ھارون کی متابعت تامہ کر رکھی ہے ۔

3 ۔ امام بخاری فرماتے ہیں :

(حدثنا علی بن عبداللہ ثنا عبداللہ بن ادریس قال سمعت عبیداللہ بن ادریس قال سمعت عبیداللہ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما انہ یرفع یدیہ فی کل تکبیرۃ علی الجنازۃ واذا قام من الرکعتین) (جزء رفع الیدین (160) ص 195 مع جلاء العینین)

عبداللہ بن عمر جنازے پر ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے اور جب دو رکعتوں سے اٹھتے تو پھر بھی رفع یدین کرتے تھے ، عبداللہ بن ادریس کی یہی روایت ابن ابی شیبہ کتاب الجنائز 3/180 ط دار الفکر بیروت بیہقی 4/44 میں بھی موجود ہے ۔

4 ۔ امام بخاری فرماتے ہیں :

(حدثنا محمد بن عرعرۃ ثنا جریر بن ہازم قال سمعت نافعا قال کان ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما اذا کبر علی الجنازۃ رفع یدیہ)

(جزء رفع الیدین (109) ص : 194 مع جلاء العینین)

عبداللہ بن عمر جب جنازہ پر تکبیر کہتے تو رفع یدین کرتے تھے ۔

5 ۔ امام عبدالرزاق اھل جزیرہ کے ایک آدمی سے نقل کرتے ہیں اس نے کہا :

(سمعت نافعا یحدث ان ابن عمر کان یرفع فی التکبیرات الاربع علی الجنازۃ) (عبدالرزاق 2/270 (6360)

نافع بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ جنازہ پر چار تکبیروں میں رفع یدین کرتے تھے ۔

6 ۔ اسی طرح امام شافعی نے کتاب الام 1/240 میں اور امام بیہقی نے معرفۃ السنن والآثار 2/26 میں شافعی کے طریق سے محمد بن عمر عن عبداللہ بن عمر بن حفص عن نافع عن ابن عمر اس روایت کو بیان کیا ہے ۔

لیکن اس کے سند میں امام شافعی کا استاذ محمد بن عمر الواقدی کذاب اور اس کا استاذ عبداللہ بن عمر العمری ضعیف ہے ۔ لیکن اوپر ذکر کردہ پہلے چاروں طرق کے تمام روات ثقہ وصدوق ہیں ۔

اس لئے یہاں ان کا ضعف مضر نہیں ۔ مذکورہ بالا توضیح سے معلوم ہوتا ہے کہ یزید بن ہارون کی متابعت کئی ثقہ راویوں نے اس روایت کو موقوف بیان کرنے میں کی ہے اور یزید بن ھارون سے ایک جماعت نے اس حدیث کو موقوف بیان کیا ہے اور عمر بن شبہ نے یزید بن ہارون سے اسے مرفوع بیان کیا ۔

علامہ شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ امام دارقطنی کی بیان کردہ علت کے بارے میں فرماتے ہیں :

(والاظہر عدم الالتفات الی ہذہ العلۃ لان عمر المذکور ثقۃ فیقبل رفعہ لان ذلک زیادۃ من الثقۃ وہی مقبولۃ علی الراجح عند ائمۃ الحدیث ویکون ذلک دلیلا علی شرعیۃ رفع الیدین فی تکبیرات الجنازۃ ، واللہ اعلم)

(تعلیق علی فتح الباری 3/190 ، ط دار المعرفۃ ، بیروت)

"اس علت کی طرف توجہ نہ کرنا، ظاہر ترین ہے۔ اس لئے کہ عمر ثقہ راوی ہے اس کا مرفوع بیان کرنا قبول کیا جائے گا کیونکہ یہ ثقہ راوی کی زیادت ہے اور آئمہ حدیث کے نزدیک راجح مسلک کے مطابق زیادت ثقہ قبول کی جاتی ہے اور تکبیرات جنازہ میں رفع یدین کی مشروعیت کی یہ دلیل ہوگی، واللہ اعلم۔"

عمر بن شبہ جس نے اس حدیث کو مرفوع بیان کیا ہے۔ امام ابن ابی حاتم فرماتے ہیں: (ہو صدوق صاحب عربیۃ وادب) یہ صدوق عربیت وادب والا ہے۔

امام دارقطنی فرماتے ہیں یہ ثقہ ہے۔ امام ابن حبان نے اسے کتاب الثقات میں درج کر کے مستقیم الحدیث قرار دیا ہے۔ خطیب بغدادی نے اسے ثقہ اور سیر اور لوگوں کے حالات کا عالم کہا ہے۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں اسے ادیب، فقیہ واسع الروایۃ اور صدوق وثقہ لکھا ہے۔ مسلمہ نے بھی اسے ثقہ کہا ہے۔

محمد بن سھل نے اسے صدوق وذکی قرار دیا ہے۔

(تھذیب 4/290'289، تاریخ بغداد 11/208، الجرح والتعدیل 6/116، تھذیب الاسماء واللغات للنووی 2/17، کتاب الثقات 8/446)

امام ابوذھبی فرماتے ہیں ثقہ ہے۔ (الکاشت 2/23 تذکرہ الحفاظ 2/77)

امام ابوحاتم رازی فرماتے ہیں: (صدوق)

(الجرح والتعدیل 6/116)

علامہ ابن العماد الحنبلی فرماتے ہیں:

(الحافظ العلامۃ الاخباری الثقۃ) (شذرات الذھب 2/146)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ عمر بن شبہ الجمیری باتفاق ائمہ محدثین صدوق وثقہ راوی ہے اور زیادت ثقہ قابل قبول ہوتی ہے۔ جب کسی حدیث کو بعض ائمہ مرفوع اور بعض موقوف روایت کریں تو اصول حدیث کی رو سے مرفوع کا حکم لگایا جاتا ہے۔

امام نووی فرماتے ہیں:

"الصحیح لمی الصواب الذی علیہ الفقہاء والاصولیین و محققو المحدثین انہ اذا روی الحدیث مرفوعا و موقوفا او موصولا و مرسلا حکم بالرفع والوصل لانہا زیادۃ ثقۃ سواء کان الرافع والواصل اکثر او اقل فی الحفظ والعدد"

(شرح صحیح مسلم 1/256)

" صحیح بلکہ خالص حق بات یہ ہے جس پر فقہاء اصولیین اور محقق محدثین متفق ہیں کہ جب کوئی حدیث مرفوع اور موقوف روایت کی گئی ہو یا موصول اور مرسل بیان ہوئی ہو تو مرفوع اور موصول کا حکم لگایا جائے گا اس لئے کہ وہ ثقہ راوی کی زیادت ہے خواہ مرفوع اور موصول بیان کرنے والے حفظ اور تعداد میں زیادہ ہوں یا کم۔"

اسی طرح ایک مقام پر امام دارقطنی کے مسلم پر استدراک کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

(وہذا الذی استدرکہ بناء علی القاعدۃ المعروفۃ لہ و اکثر المحدثین انہ اذا تعارض فی روایۃ الحدیث وقف ورفع او ارسال و اتصال حکموا بالوقف والارسال و ہی قاعدۃ ضعیفۃ ممنوعۃ والصحیح طریقۃ الاصولیین والفقہاء والبخاری و مسلم و محققی المحدثین انہ یحکم بالرفع والاتصال لانہا زیادۃ ثقۃ)

شرح صحیح مسلم 1/282) صحیح مسلم 1/281 میں مخزمہ بن بکیر عن ابیہ عن ابی بردۃ عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر استدراک کرتے ہوئے امام دارقطنی نے کہا ہے کہ مخزمہ بن بکیر کے علاوہ اسے کسی نے مسندا بیان نہیں کیا محدثین کی ایک جماعت نے ابو بردہ کا قول روایت کیا ہے۔

اس کا جواب دیتے ہوئے امام نووی فرماتے ہیں۔ یہ استدراک امام قطنی نے اپنے معروف قاعدہ اور اکثر محدثین کے مطابق کیا ہے کہ جب حدیث کی روایت میں موقوف و مرفوع یا مرسل و موصول ہونے میں تعارض واقع ہو تو اس پر موقوف و مرسل ہونے کا حکم لگاتے ہیں۔ یہ قاعدہ ضعیف و ممنوع ہے حالانکہ صحیح طریقہ اصولیین فقہاء امام بخاری، امام مسلم اور محقق محدثین کا یہ ہے کہ روایت کے مرفوع اور موصول ہونے کا حکم لگایا جائے گا اس لئے کہ یہ زیادت ثقہ ہے۔

اسی طرح امام نووی امام دارقطنی کے صحیح مسلم پر اعتراض کا جواب دیتے ہوئے 1/472 اور 2/40 میں یہی قاعدہ ذکر کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام دارقطنی ایسی علل ذکر کر دیتے ہیں جو حقیقت میں حدیث میں جرح وقدح کا باعث نہیں ہوتیں اور جنازے میں تکبیرات کے ساتھ رفع یدین والی علت بھی اسی قبیل سے ہے۔ مرفوع و موقوف میں تعارض کی صورت میں مرفوع کا حکم لگانے کا یہی قاعدہ خطیب البغدادی نے

(الکفایہ فی علم الروایۃ باب القول فیما روی من الاخبار مرسلا و متصلا لم یثبت و یحجب العمل بہ ام لا)

1 ص 411 میں، حافظ عراقی نے الفیۃ الحدیث اور اس کی شرح فتح المغیث ص 77 میں اسی طرح، فتح المغیث للسخاوی 1/189 المقنع فی علوم الحدیث لابن الملتقی ص 151، بیہقی 7/108 التبصرۃ والتذکرۃ للحافظ زکریا انصاری 1/174'175، فتح الباقی ص 160، الاعتبار للحازمی ص 11 ط آخری ص 17 الوجہ الحادی والعشرون، کتاب القراۃ للبیہقی ط قدیم ص 55 ط جدید ص 69، ظفر الامانی لعبد الحئی لکھنوی ص 367 بتحقیق دکتور تقی الدین ص 332، بتحقیق ابو نحدہ 333 مولانا عبد الحئی لکھنوی نے تو یہاں پر موقوف کو حکما مرفوع قرار دیا ہے۔ قواعد فی علوم الحدیث از ظفر احمد تھانوی ص 118 تا 123، احسن الکلام از سرفراز صفدر دیوبندی، 1/282'285'322'324'350'358'359'360، ملا علی قاری مرقاۃ 4/166، نصب الرایۃ 2/84، الجوھر النقی 2/173 بحوالہ فقہ الفقیہ ص 254 ص 255، از ابو یوسف محمد شریف کوٹلوی بریلوی)

مذکورہ بالا توضیح سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ روایت مرفوعا و موقوفا صحیح اسانید کے ساتھ مروی ہے جس سے جو نماز جنازہ میں تکبیرات کے ساتھ رفع الیدین کرنا ثابت ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی نماز جنازہ میں تکبیرات کے ساتھ رفع یدین کرنا ثابت ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

(وقد صح عن ابن عباس انہ کان یرفع یدیہ فی تکبیرات الجنازۃ رواہ سعید بن منصور)

(التلخیص الحبیر، کتاب الجنائز 1/333 ط جدید)

"عبداللہ بن عباس سے صحیح ثابت ہے کہ وہ تکبیرات جنازہ میں رفع یدین کیا کرتے تھے اسے سعید بن منصور نے روایت کیا ہے۔"

حنفی حضرات کو یہاں بالخصوص اپنا یہ قاعدہ یاد رکھنا چاہیے کہ جب راوی حدیث کا عمل یا فتویٰ اس کی روایت کے خلاف ہو تو راوی حدیث کی روایت کا اعتبار نہیں کیا جاتا اس کے عمل یا فتوی کو لیا جاتا ہے۔

جیسا کہ نور الانوار ص 275 مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی، الحسامی ص 76 قواعد فی علوم الحدیث ص 202 کتاب التحقیق ص 354 النامی ص 151'152 وغیرہ کتب اصول فقہ حنفیہ میں تصریح موجود ہے لہذا احناف کو اپنے اصول و قواعد کے لحاظ سے یہاں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ترک کر کے ان کے عمل کو اپنانا چاہیے۔

لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ احناف کا کوئی اصول نہیں یہ کسی فقہی جزئی کے دفاع کے لئے ایک قاعدہ وضع کرتے ہیں تو دوسرے مقام پر اسے اپنے خلاف پا کر چشم پوشی کر لیتے ہیں۔

ہداہم اللہ

امام ترمذی نے نماز جنازہ میں رفع یدین کے متعلق لکھا ہے کہ :

(فرای اکثر اہل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیر ہم ان یرفع الرجل یدیہ فی کل تکبیرۃ علی الجنازۃ وہو قول ابن المبارک والشافعی واحمد واسحاق) (ترمذی مع تحفہ **2/190**)

اکثر اہل علم صحابہ کرام اوران کے علاوہ کے نزدیک نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنا چاہیے اوریہی قول عبداللہ بن مبارک، امام شافعی، امام احمداورامام اسحاق بن راھویہ کا ہے۔ پھر فرماتے ہیں۔ بعض اہل علم نے کہا ہے صرف پہلی مرتبہ ہی رفع یدین کرے یہ قول سفیان ثوری اوراہل کوفہ کا ہے۔

علاوہ ازیں قیس بن ابی حازم (جزء رفع یدین (112) عبدالرزاق 3/469'470، ابن ابی شیبہ 2/180 نافع بن جبیر جزء رفع یدین (114) عمر بن عبدالعزیز جزء رفع یدین (115) ابن ابی شیبہ 3/180 بیہقی 4/44 ابو رجاء العطاردی الکنیٰ للدولابی 2/143) مکحول جزء رفع یدین (116) زھری جزء رفع یدین (118) عبدالرزاق 3/469، امام عبدالرزاق کا بھی یہی موقف ہے (ایضا) حسن بصری (جزء رفع یدین (122) بیہقی 4/44، انس، عروہ بن زبیر، سعید بن المسیب، محمد بن سیرین (بیہقی 4/44 التلخیص الجبیر 1/233، کتاب الام 1/271)

جیسے سلف صالحین رحمھم اللہ اجمعین سے نماز جنازہ کی تمام تکبیرات کے ساتھ رفع یدین کرنا ثابت ہے اسی طرح کئی حنفی علماء کرام بھی تکبیرات جنازہ میں رفع یدین کے قائل ہیں۔

علامہ سرخسی فرماتے ہیں :

(وکثیر من ائمۃ بلخ اختاروا رفع الید عند کل تکبیرۃ فیہا)

(المبسوط 2/64)

کثیر ائمہ بلخ نے نماز جنازہ میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کو اختیار کیا ہے۔ مولانا عبدالحئ لکھنوی سے جب اس مسئلہ کے بارے پوچھا گیا توانہوں نے جواب دیا۔ "بخاری نے کتاب رفع الیدین میں نافع سے روایت کی ہے کہ ابن عمر جب نماز جنازہ پڑھتے توتکبیر کہتے اور رفع الیدین کرتے نیز انہی سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: جنازہ کی تکبیروں میں رفع الیدین کیا جائے اور موسیٰ سے روایت ہے کہ میں نے ابان بن عثمان کو نماز جنازہ پڑھتے دیکھا وہ پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے اوراسی طرح قیس بن ابی حازم، عمر بن عبدالعزیز، مکحول، وھب بن منبہ، زھری، ابراہیم نخعی اور حسن سے روایت ہے۔"

(مجموعہ فتاویٰ 3/272) اسی طرح ان کی کتاب عمدۃ الرعایۃ 1/253 ملاحظہ ہو۔ بحوالہ مسلک احناف اور مولانا عبدالحئ لکھنوی از محقق العصر مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اور ان کا حل

جلد 3۔ کتاب الجنائز۔ صفحہ 215

محدث فتویٰ